"محکمات ومتشابہات" آراء مختلفہ کا تنقیدی محاکمہ اور چند نئے زاویے

"Divisions and Analogies" A critical examination of different views and some new angles

Dr. Zuha Qaisar
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, BZU Multan:
zuhaqaisarbzu@gmail.com

Dr. Muhammad Muawia
Assistant Professor, Dept. Of Islamic Studies, ISP Multan:
muawia132@gmail.com

Dr. Abdul Rahman
Assistant Lecture, Department of Islamic Studies, University of Gujarat:
ar1561983@gmail.com

Abstract:
There are two types of verses in the Holy Qur'an. 1. The Coherent (solid verses) 2.The Analogous (similar verses). These two terms have been debated by scholars, commentators and theologians of Islam from different angles. What is the best of The Coherent and the Analogous verses? Is the definition of The Coherent and the Analogous verses clear or not? What is the purpose of Allah Almighty with that? Can the confusion of Analogous verses be removed? All of these points are discussed in this research article. After this, a few questions have been raised and their points and benefits have been mentioned, and in the light of these points, an attempt has been made to answer all these questions.
Keywords: Allah Almighty, Holy Qur'an, The Coherent, The Analogous.

قرآن کریم کا بعض حصہ محکم آیات پر مشتمل ہے، بعض حصہ متشابہ آیات پر مشتمل ہے اور باقی آیات وہ ہیں جو ان کے درمیان ہیں۔ قرآنی آیات کی یہ تقسیم خود اللہ تعالی نے کی ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا:

هُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ مِنۡهُ ءَايَٰتٞ مُّحۡكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٞ[1]

---

[1] آل عمران 7:3

Iʿmrān 3: 7

محکم و متشابہ آیات کا معنی و مفہوم، ان کی پہچان، ان کے مقاصد اور ان میں سے افضل کیا ہے ان تمام مباحث کو لے کر مفسرین، اصولین اور متکلمین اسلام مختلف جہات سے بحث کرتے آئے ہیں۔ آئندہ کی سطور میں ان مباحث کے متعلق مفسرین کی آراء بیان کی جارہی ہیں اور ان کا تجزیہ کیا جارہا ہے۔

محکم افضل ہے یا متشابہ؟ علامہ سیوطی اسے زیر بحث لائے ہیں، اس سلسلہ میں تین مسلک ہیں:

(1) محکم افضل ہے، متشابہ سے، علامہ سیوطی کی رائے یہ ہے کہ محکم اصل ہے، اور اصل کا درجہ اسبق ہے نیز محکم تفصیلی ہوتا ہے، لہٰذا یہ افضل ہوا[2]۔

(2) دوسری رائے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی ہے، کہ متشابہ کو فوقیت ہے[3]۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے[4]۔

(3) تیسری رائے شیخ ابو عبد اللہ نکر بازی کی ہے کہ محکم من وجہ متشابہ سے افضل ہے[5]۔

محکمات و متشابہات کی تعیین اور ان کی مراد:

اہل علم کے مابین ان دونوں کی تعیین و تشخیص میں متعدد اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا، کہ اس بارے میں دس اقوال ہیں[6]۔

---

[2] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمان، الاتقان، لاہور: سہیل اکیڈمی، نوع 43، 2/49

āl-sywṭy, ğlāl āldynʿbdālrḥmān, āl-ātqān, lāhwr: shyl ācdmy, nwʿ43, -49/2

[3] سرہندی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، لاہور: ادارہ اسلامیات، 2/188

sr hndy, šyẖ āḥmd, mktwbāt āmām rbāny, lāhwr: ādārh āslāmyāt,2/188

[4] نجم الدین الکبری، التاویلات النجمیۃ فی التفسیر الاشاری الصوفی، بیروت: دار الکتب العلمیہ 2009، 2/8

nğm āldyn ālkbry, āltāwylāt ālnğmyẗ fy āl-tfsyr āl-āšāry āl-ṣwfy, byrwt: dār āl-ktb ālʿlmyh,2009, 8/2

[5] الاتقان: 2/49

Āl-ātqān:2/49

[6] العسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، بیروت: دار المعرفۃ، 1379ھ، 9/716

ālʿsqlāny, ābn ḥğr, āḥmd bn ʿly, ftḥ ālbāry, byrwt: dār ālmʿrfẗ, 1379AD, 716/ 9

علامہ سیوطی نے اس میں چار مزید اقوال اضافہ کے ساتھ بیان کیے ہیں[7]۔ علماء متاخرین نے ان میں سے منتخب اقوال اپنی کتب میں لیے ہیں، شیخ عبد العظیم زرقانی نے سات، اور مناع القطان نے صرف تین اقوال کو اختیار کیا ہے[8]۔

ان آراء کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، صحابہ، تابعین، دیگر اہل علم کی آراء۔

محکمات و متشابہات کی تعیین میں صحابہ کرام کی آراء:

(1) ابن عباس رضی اللہ عنہ:

محکمات: قرآن مجید کا ناسخ، حلال، حرام، حدود، فرائض اور ان باتوں کا نام ہے جن پر ایمان لایا جاتا ہے اور عمل کیا جاتا ہے۔

متشابہات: قرآن کا منسوخ، مقدم ومؤخر، امثال، قسموں اور ان باتوں کا نام ہے جن پر ایمان لایا جاتا ہے عمل نہیں کیا جاتا۔

2۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت یہ ہے کہ "قل تعالوا اتل ما حرم" سے تین آیات سورت انعام کی اور "وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ" سے تین آیات بنی اسرائیل کی محکمات ہیں[9]۔ ظاہر ہے کہ یہ بعض محکمات ہیں نہ کہ مکمل کا احاطہ کیا گیا ہے۔

(2) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ:

محکمات: وہ ہیں جن کی تاویل معلوم ہو، معنی و تفسیر واضح ہو، اور متشابہ وہ ہیں جن کے معلوم ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو[10]۔ جیسے حروف مقطعات۔

---

[7] الاتقان:2/50

Āl-ātqān:2/50

[8] الزرقانی، محمد عبد العزیز، مناہل العرفان فی علوم القرآن، النشر الشاملۃ1431ھ، 2/272-274

Āl-zrqāny, mḥmd ʿbd ālʿzyz, mnāhl ālʿrfān fy ʿlwm āl-qrān, āl-nšr āl-šāmlẗ1431 ,272-/2 274

[9] الاتقان، 2/30

Āl-ātqān, 30/2

[10] الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، بیروت: دار ابن کثیر 1414، 1/360

(3) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

محکمات: ناسخ، تشابہات: منسوخ ہیں[11]۔

تابعین کرام کی رائے:

(1) مجاہد: محکمات: حلال و حرام پر مشتمل حصہ کا نام ہے، باقی سب حصہ تشابہات ہے[12]۔

(2) ضحاک: ان کا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق ہے[13]۔

(3) عکرمہ و قتادہ: ان دونوں کا قول یہ ہے کہ جس پر عمل ہو سکتا ہے وہ محکم ہے اور جس پر عمل نہ ہو سکے وہ تشابہ ہے[14]۔

(4) ربیع: ان کے بقول محکمات قرآن میں موجود زجر پر مشتمل احکام کا نام ہے[15]۔ غالباً انہوں نے لغوی معنی کو ملحوظ رکھا ہے۔

(5) مجاہد: سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ محکم وہ ہے جس میں تصریف و تحریف کا امکان نہ ہو اور تشابہ میں تصریف و تحریف کا امکان ہوتا ہے[16]۔

Āl-šwkāny, mḥmd bn ʿly, ftḥ ālqdyr, byrwt: dār ābn kṯyr 1414, 1/ 360

[11] ایضاً، ص:1/360

Ibid. 1/ 360

[12] الاتقان، 2/30

Āl-ātqān, 2/30

[13] ایضاً، ص:2/300

Ibid. 2/300

[14] ایضاً۔ ص:2/30

Ibid. 2/30

[15] ایضاً، ص:2/344

Ibid. 2/344

[16] ایضاً، ص:2/355

Ibid. 2/355

علامہ ابن عطیہ الاندلسی نے یہ قول محمد بن جعفر بن زبیر کی طرف منسوب کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ یہ مختلف اقوال میں عمدہ ترین قول ہے[17]۔یہی قول ابن اسحاق نے بھی اختیار کیا ہے[18]۔

(3)دیگر اہل علم:

(1)سفیان ثوری: انہوں نے جابر بن عبد اللہ اور امام شعبی کا قول اختیار کیا ہے[19]۔

(2)نحاس: ان کا کہنا ہے کہ محکم: قائم بنفسہ ہوتا ہے، غیر کا محتاج نہیں ہوتا، اور متشابہ اپنے معنی کی وضاحت کے لئے غیر کا محتاج ہوتا ہے، نحاس نے اس قول کو عمدہ ترین قول قرار دیا ہے[20]۔

(3)ابن زید: فرماتے ہیں کہ محکم وہ ہے جس میں انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے قصے بیان کیے گئے ہیں، اور متشابہ وہ ہے جس میں یہی قصے مکرر الفاظ ومشابہ الفاظ کے ساتھ آئے ہیں[21]۔

دیگر اقوال:

علامہ سیوطی، علامہ شوکانی اور ان سے قبل حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے متعدد اقوال قائل کی تعیین کے بغیر بیان کیے ہیں، ان میں سے اہم اقوال درج ذیل ہیں۔

(1)جس کی مراد واضح ہو، وہ محکم، اور جو اللہ کے علم کے ساتھ خاص ہے، وہ متشابہ ہے[22]۔

---

17 المحرر الوجیز، ص:274

Āl-mḥrr āl-wğyz, P.274

18 فتح القدیر، ص:201

ftḥ āl-qdyr, P.201

19 ایضاً، ص:202

Ibid. P.202

20 ایضاً، ص:120

Ibid. P.120

21 المحرر الوجیز، ص:275

Āl-mḥrr āl-wğyz, P.275

22 الاتقان، 2/ 29

Āl-ātqān, 2/29

(2) جس کی تاویل ایک ہی وجہ پر ہو سکے وہ محکم، اور جس کی متعدد تاویلیں ہو سکیں وہ متشابہ[23]۔
(3) ماوردی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ امر معقول محکم ہے اور غیر معقول متشابہ ہے[24]۔
(4) محکم جو محتاج تاویل ہی نہ ہو، اور متشابہ جو بلا تاویل سمجھ ہی نہ آئے[25]۔

پہلے قول کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، کہ ابو منصور بغدادی نے اور علامہ ابن السمعانی نے اس قول کو پسندیدہ اور اہل سنت کا قول قرار دیا ہے[26]۔

البتہ حافظ نے خود یہ فرمایا کہ متاخرین کے ہاں یہ رائج ہے کہ محکم وہ ہے جو واضح ہو اور متشابہ وہ ہے جو غیر واضح ہو[27]۔

فوائد و محاکمہ:

(1) اہل علم کی آراء کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اقوال کو حتمی اور قطعی قرار نہ دیا جائے، اگر ان اقوال کو مقید کیے بغیر کافی قرار دیا گیا، تو یہ جامعیت اور مانعیت سے خالی ہوں گے، جو کہ کسی بھی تعریف کی اولین اساس ہے۔

---

[23] ایضاً، 2/32

Ibid. 32/2

[24] ایضاً، 2/35

Ibid. 35/2

[25] ایضاً، 2/46

Ibid. 46/2

[26] فتح الباری، 9/716

ftḥ āl-bāry, 9/716

[27] ایضاً، ص:9/718

Ibid. 718/9

(2)اہل علم نے محکمات و متشابہات کی مراد بیان کرنے میں بعض امثلہ پر اکتفاء کیا ہے، حصر نہیں، جیسا کہ ابن عطیہ[28] اور شوکانی[29] کی رائے ہے۔

(3)بہت سے اقوال میں متشابہات کی تعریف میں ایسے اقوال وامثلہ لائے گئے ہیں، کہ جن میں ان متشابہات سے اہل زیغ کے تعلق کو جوڑا نہیں جاسکتا، جب کہ قرآن میں تصریح ہے کہ متشابہات میں اہل زیغ، کجرو لوگ غور وخوص کرتے رہتے ہیں اور ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ لہٰذا ایسا قول اختیار کرنا مناسب ہوگا جس میں یہ تعلق واضح ہو[30]۔

(4)اکثر اقوال، لغت اور اہل بدعت کے نظریات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محکم میں تصرف کی گنجائش نہیں، اور متشابہ میں تصرف، تحریف، اور استدلال باطل کا امکان ہوتا ہے۔

(5) محکم کا وضوح بنفسہ بھی ہوسکتا ہے، اور بغیرہ بھی، اور یہی حال متشابہ کا ہے کہ نہ خود واضح اور نہ بغیرہ واضح ہوسکتا ہے[31]۔

(6) محکمات و متشابہات کی متعدد تعریفات وامثلہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ اِن دونوں سے اہل علم کے تین طبقے عمومی بحث کرتے ہیں۔

(1) علماء مفسرین: چنانچہ ان کے ہاں تعریف کی بنیاد نسخ، عمل اور حلت وحرمت پر رکھی گئی ہے۔

(2) علماء فقہیات: ان حضرات کے ہاں تعریف کی بنیاد تخصیص، نسخ اور تبدیلی پر رکھی گئی ہے۔

(3) علماء متکلمین: ان کے ہاں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو پیش نظر رکھ کر تعریف کی گئی ہے۔

---

[28] المحرر الوجیز، ص:275

Āl-mḥrr āl-wğyz, P.: 275

[29] فتح القدیر، 1/360

fth ālqdyr, 1/3600

[30] المحرر الوجیز، یہ نقد ابن عطیہ کا ہے۔

Āl-mḥrr āl-wğyz,

[31] فتح الباری، 9/716

fth āl-bāry, 9/716

متشابہات کے متعلق علامہ راغب اصفہانی کا مؤقف:

علامہ راغب چھٹی صدی ہجری کے مشہور عالم ہیں، آپ نے "المفردات فی غریب القرآن" کے نام سے ایک عمدہ تصنیف تحریر فرمائی، جس میں آپ نے محکمات و متشابہات پر بھی پُر مغز گفتگو کی، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

محکم: جس میں لفظی و معنوی اشتباہ نہ ہو[32]۔ اور متشابہ جس میں اشتباہ ہو۔ اس کے بعد علامہ نے متشابہ کی تقسیم کی[33]۔

متشابہ کی تقسیم:

(1) لفظی طور پر متشابہ (2) معنوی طور پر متشابہ (3) لفظی اور معنوی طور پر متشابہ

علامہ نے پھر ان اقسام کی مزید اقسام بیان کی ہیں، چنانچہ ہم ایک چارٹ کے ذریعے ان کو بیان کرتے ہیں[34]۔

المتشابہ:

(1) لفظی (2) معنوی (3) لفظی و معنوی

مثلاً: صفات باری و وقت قیامت

مفرد مرکب

غرابت فی اللفظ مشارکت فی اللفظ

لاختصار للتفصیل لنظم الکلام

تشابه من جهة النزول، من جهته الكمية، من جهته الكيفية،

من جهةالزمان، من جهة الشرائط

---

[32] اصفہانی، راغب، مفردات فی غریب القرآن، مترجم، ط: نور محمد کراچی، مادہ (حکم) 1/278

āṣfhāny, rāġb, mfrdāt fy ġryb āl-qrān, mtrğm, ṭ:nwr mḥmd krāch, mādh(ḥkm) 1/278

[33] ایضاً، 1/278

Ibid. 1/278

[34] دیکھیے مفردات، 1/554، سیوطی نے بھی الاتقان میں ان کو نقل کیا، 2/534

Mfrdāt, 11/544, sywṭy ny bhy āl-ātqān myn ān kw nql kyā, 2/534

اب ان کی امثلہ ملاحظہ ہوں:

(1) تشابہ لفظی مفرداًغرابت فی اللفظ: وفاکهة واباً، هلوعا[35]

(2) تشابہ لفظی مفرداًمشارکت فی اللفظ: اولٰمستم النساء[36]

(3) تشابہ لفظی مرکبی للاختصار: وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم[37]۔

(4) تشابہ لفظی مرکبی للتفصیل: لیس کمثله شئ[38]۔

(5) تشابہ لفظی مرکبی لنظم الکلام: الحمدلله الذی انزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا،قیماً[39]۔

(6) تشابہ معنوی: صفات باری کے متعلق آیات، قیامت اور اس کے احوال۔

(7) تشابہ لفظی و معنوی من جہۃ النزول: یعنی جن کا سمجھنا شان نزول پر موقوف ہو، جیسے "انما النسئ زیاده فی الکفر[40]۔وَلَيۡسَ ٱلۡبِرُّ بِأَن تَأۡتُواْ ٱلۡبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا[41]۔

(8) تشابہ لفظی و معنوی من جہۃ الکمیت: یعنی جن میں عموم و خصوص کا اشتباہ ہو جیسے ،فاقتلوا المشرکین[42]۔

---

[35] عبس80:31، المعارج70:19،
A῾bs 80: 31, āl-m῾ārğ 70:19

[36] المائدہ6:5
Āl-māydh 6 :5

[37] النساء3:4
Āl-nsā᾿4: 3

[38] الشوریٰ11:42
Āl-šwry 42:11

[39] الکھف1:18
Āl-Kahf 18 :1

[40] البراءۃ37:9
Āl-brā᾿ẗ 37 :9

[41] البقرہ189:2
Āl-bqrh 189 :2

[42] البراءۃ5:9

(9) تشابہ لفظی و معنوی من جہۃ الکیفیت: یعنی ایسی آیات جن میں احکام کی کیفیت میں اشتباہ ہو، یہ امر کا صیغہ فرض کے لئے ہے یا ندب وغیرہ کے لئے۔

(10) تشابہ لفظی و معنوی من جہۃ الزمان: یعنی جن میں ناسخ و منسوخ کی تعیین نہ ہو سکے۔

(11) تشابہ لفظی و معنوی من جہۃ الشروط: یعنی احکام شرعیہ، مثلاً نماز، نکاح وغیرہ کی شرائط کا مشتبہ ہونا[43]۔

فوائد:

(1) علامہ راغب اصفہانی کے بیان کردہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تشابہ کے لفظ کو توسع کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان آیات کو بھی تشابہ کی اقسام میں شمار کر دیا ہے جن کا تشابہ ہونے کا قول کسی نے اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے جو جہت شروط سے اشتباہ کی بحث کی ہے اس کے پیش نظر تو ساری شرع ہی تشابہ قرار پائے گی۔

(2) تشابہ خاص کی تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ راغب کی کلام میں موجود اقسام میں صرف یہ اقسام تشابہ بمعنی خاص ہیں۔ تشابہ معنوی، اور تشابہ لفظی و معنوی من جہۃ الزمان یعنی جس میں احکام میں نسخ کی تعیین، زمانہ کے متعین نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکے۔

ان دو قسموں کے علاوہ بقیہ اقسام کو تشابہ نسبیہ قرار دیا جا سکتا ہے، اسی وجہ سے امام خطابی نے متشابہات کی دو قسمیں بنائی ہیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں:

"وقال الخطابی:المتشابه على ضربين: احدهما اذاارد الى المحكم،واعتبربه عرف معناه ،والآخر مالا سبيل الى الوقوف على حقيقتهٖ ،وهو الذى يتبع اهل الزيغ فيبطلون تاويله،وليبلغون كنهه ،فيرتابون فيه فيفتنون[44]۔

Āl-brāʾīt 5 :9

[43] مفردات:1/554

mfrdāt:1/554

[44] فتح الباری،9/717، الاتقان:2/34

ftḥ ālbāry,9/717, āl-ātqān:2/34

خطابی کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ تشابہ کی دو قسمیں ہیں:

1۔ جس کو محکم کی طرف لوٹانے کی سے مراد متعین کی جاسکے۔

2۔ جسے محکم کی طرف نہ لوٹایا جاسکے۔

(3) خطابی کے اس قول سے معلوم ہوا، کہ راغب کی بیان کردہ امثلہ میں اکثر کا تعلق اول سے ہے، جن پر فقہاء اسلام نے محنت کر کے ان کے اشتباہ کا ازالہ، نصوص محکم کے ذریعے کر دیا ہے۔

اگر چہ رفعِ اشتباہ کے طرق و اوزان فقہاء کے ہاں مختلف ہیں۔

(4) خطابی کی تقسیم کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تشابہ مبداء کے لحاظ سے ہوتے ہیں اور منتہیٰ کے لحاظ سے بھی، جن کا اشتباہ زائل ہو جائے، وہ پہلی قسم اور جن کا زائل نہ ہو، وہ دوسری قسم ہو گی۔

(5) مفسرین کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں محکمات و متشابہات لفظیہ و معنویہ دونوں کا وجود ہے۔

محکمات لفظیہ: پورا قرآن مجید محکمات معنویہ: احکام شرعیہ مذکور فی القرآن

متشابہات لفظیہ: اوئل السور متشابہات معنویہ: صفات باری تعالیٰ

(6) فقہاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں بھی پہلی تین صورتیں موجود ہیں۔

محکمات لفظیہ: پورا قرآن محکمات معنویہ: احکام شرعیہ

متشابہات لفظیہ: وہ احکام جن میں اشتراک فی اللغۃ پایا گیا، جیسے "اولٰمستم، ثلثة قروء"

البتہ فقہاء احکام میں متشابہات معنویہ کی مثال نہیں لاسکے، کیوں کہ ایسی کوئی مثال ہے ہی نہیں، چنانچہ شیخ صہیب عباس لکھتے ہیں:

"وبعد ذكر التعريف و تفصيله،يتبين ان المتشابه بهٰذا المعنى لايوجد فى الآيات والاحاديث التى يراد منها بيان الاحكام الشرعية العلمية ،اذ ليس ثمة متشابه فى آيات الاحكام واحاديثها ---ان

المتشابه الذی حدده اصولیوا الحنفیة لاتبدوله نسبة حقیقیة الی مباحث اصول الفقه ،وانما هی نسبة مجازیة لتتمیم اقسام المبهم حسب تدرجها فی الابهام"[45]۔

یعنی فقہاء حنفیہ نے جو تشابہ کی تعریف کی ہے، اس بنیاد پر اس کی مثال اصول فقہ میں نہیں لائی جا سکی، کیوں کہ احکام شرعیہ عملیہ میں اس پر مطابقت رکھتے ہوئے کوئی مثال نہیں ملتی۔ لہذا اصول فقہ میں تشابہ کا بیان صرف اس لئے کر دیا جاتا ہے کہ ابہام کی اقسام اربعہ کو بیان کر دیا جائے۔

(7) علماء متکلمین کے ہاں چاروں کی امثلہ موجود ہیں۔

محکمات لفظیہ: پورا قرآن مجید، محکمات معنویہ: احکام شرعیہ، متشابہات لفظیہ: اوئل السور،

متشابہات معنویہ: صفات باری تعالیٰ

(8) بعض اہل علم نے تشابہ کی تین قسمیں (مسند الیہ کے اعتبار سے) بنائی ہیں۔

1۔متشابه للعوام 2۔متشابه للخواص 3۔ متشابه لخواص الخواص[46]۔

(9) راغب کی کلام کے بارے میں یہ رائے عمدہ معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے تشابہ کی اقسام تین ہی بیان کی ہے:

1۔ لفظی 2۔ معنوی 3۔ لفظی و معنوی

لیکن جو مزید تقسیم انہوں نے لفظی، معنوی اور لفظی معنوی کی، کی ہے۔ اس بارے میں زیادہ بہتر یہی ہے کہ انہوں نے خفاء واشتباہ کی اقسام نہیں، بلکہ اسباب بیان کیے ہیں،

[45] الکبیسی، صهیب عباس، منهج الاصولیین الحنفیة، ط: مکتبۃ الرشد، ص:371

Āl-kbysy, ṣhyb῾bās, mnhğ āl-āṣwlyhn āl-ḥnfyṭ:mktbẗ āl-ršd, P:371

[46] التاویلات النجمیة ,8/2

Āl-tāwylāt ālnğmyẗ, 8/2

(10) بعض اہل علم یہ تصریح کرتے ہیں کہ تشابہات کی بحث دراصل علم کلام کا حصہ ہے علم اصول فقہ کا نہیں، مثلاً ڈاکٹر صہیب عباس[47]۔ "یہی رائے مولانا عبید اللہ اسعدی کی بھی ہے کہ فقہیات سے تشابہات کا تعلق نہیں[48]"۔

چند سوالات:

(1) تشابہات کا علم ہونے نہ ہونے پر یہ اختلاف کیوں ہے؟ جس کو تھا، اس کے بتانے، واضح کرنے اور تشریح کرنے پر یہ اختلاف ختم کیوں نہ ہو گیا؟

(2) جن صاحبان نے ان کے معلوم المعنی ہونے کا قول اختیار کیا، انہی سے یہ بھی مروی ہے، کہ تشابہات کا علم حاصل نہیں ہو سکتا؟ تو تعارض اقوال کیوں؟

(3) اہل علم نے تشابہات کے بارے میں دو رویئے اختیار کیے، (1) کوئی مفہوم بتانے کی کوشش کی، (2) کسی قسم کا علم بالمتشابہات ہونے سے انکار کر دیا، اس پہلی قسم پر کیا "يتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة" صادق نہیں آتا؟

(4) فرق باطلہ نے جو تشابہات پر ابحاث کیں، ان کی بنیاد پر انہیں "ابتغاء الفتنه" کا مصداق کیوں ٹھہرایا گیا؟ جب کہ اہل حق نے بھی ان پر ابحاث کی ہیں؟

اس سلسلہ میں چند نکات ملاحظہ ہوں، جن سے ان سوالات کا جواب سامنے آئے گا۔

نکات و فوائد:

(1) لفظ "علم" کو توسعاً بھی اختیار کیا جاتا ہے، چنانچہ مقطعات قرآنیہ کے بارے میں بیس سے زائد ظنی طور پر خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن ان خیالات ظنیہ، اور قیاسات کو "علم" قرار دیا گیا۔

---

[47] الكبير، صهيب عباس، منهج الاصوليين الحنفية، ط: مکتبۃ الرشد، ص:371

Āl-kbyr, ṣhyb ʿbās, mnhğ āl-āṣwlyhn āl-ḥnfy ï, ṭ:mktbï āl-ršd, P:371

[48] اصول الفقہ، کراچی: مجلس نشریات اسلام، ص:141

āṣwl āl-fqh, Kārachi :mğls nšryāt āslām, P:141

اس طرح یہ قول سامنے آگیا، کہ مقطعات کا "علم" ہے۔ حالانکہ "علم" یقین واذعان پر بولا جاتا ہے، خیال، ظن یا توہم پر صرف توسعاً علم کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا جن اہل علم نے نفی علم کی، وہ حقیقت علم کی نفی ہے، جنہوں نے اثبات علم کیا، وہ غیر اصطلاحی ہے، لہٰذا کوئی تعارض نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ، اور ان سے قبل ابو بکر بن العربیؒ، نے مقطعات کے معانی بیان کرنے والے اقوال سے سختی سے ممانعت اور تردید کی ہے[49]۔

(2) تشابہ کے بارے میں گزرا کہ یہ دو قسم پر ہے:

ایک کامل فی التشابہ: جس کا اشتباہ ختم نہیں ہوتا، جیسے مقطعات قرآنیہ، اور اللہ جل شانہ کی ذات وصفات سے متعلقہ ایسی نصوص جن سے تشبیہ ثابت ہوتی ہے۔

دوسرا غیر کامل فی التشابہ: اس سے مراد وہ آیات ہیں، جن کا تشابہ ہونا عارضی ہے، محکمات کی طرف لوٹانے سے یا کسی بھی وجہ سے ان کا اشتباہ جب مرتفع ہو جاتا ہے، تو ان کو تشابہ کہنا اب اصطلاحاً درست نہ ہوا۔

تو جن اہل علم نے علم بالمتشابہ کو ممنوع قرار دیا، ان کی مراد پہلی قسم ہے۔ اور جنہوں نے جائز قرار دیا، ان کی مراد دوسری قسم ہے۔ لہٰذا انزاع لفظی ہوا حقیقی نہ ہوا۔ یہ رائے مفسر ابن عطیہ[50]، اور پھر علامہ شوکانی[51]، کی اختیار کردہ ہے۔

(3) "وابتغاء الفتنة، وابتغاء تاويله[52]" کو اگر تشابہ کی پہلی قسم سے ملا کر سمجھا جائے، تو معنی ہوگا "نفس طلب تاويله هو اتباع ماتشابه"۔ یعنی نفس طلب تاویل ہی گمراہی قرار پائے گا۔ اور اگر دوسری قسم مراد ہو، تو مطلب

[49] الاتقان: 2/46

Āl-ātqān:2/46

[50] المحرر الوجیز، ص: 276

Āl-mḥrr āl-wǧyz, P.276

[51] فتح القدیر، ص: 203-204

ftḥ āl-qdyr, P.203-204

[52] المحرر الوجیز، ص: 276

Āl-mḥrr āl-wǧyz, P.276

ہوگا:"طلب تاویله علی منازعهم الفاسده"[53]۔یعنی اپنی فاسد تاویلات کو تلاشنا، مطلب یہ ہے کہ اہل بدعت ،متشابہات کے ذریعے اہل ایمان پر شکوک ڈالتے ہیں،اور اپنی بدعات کے لئے انہی متشابہات کو اصل قرار دے کر ان سے استدلال کرتے ہیں[54]۔

(4)جن اہل علم نے متشابہات کی پہلی قسم میں تاویل کی ہے۔ان کی اور اہل بدعت کی تاویلات میں فرق کیا ہے؟مولانا عبد العزیز فرہاروی لکھتے ہیں:

(1) "وهم يخصون ذم تاويل المتشابه بمن ياوله على وفق بدعته كالمشبهة[55]"یعنی متشابہات کی تاویل کی مذمت کا مطلب یہ ہوا، کہ اہل بدعت کی طرح اپنی بدعت کا موافق تاویل نہ کی جائے۔اور موافقت سے مراد یہ ہے کہ اہل بدعت کی تاویلات میں جزم،اور اہل سنت کی تاویلات میں احتمال ہوتا ہے۔

چنانچہ شاہ صاحب نے معتزلہ کے تصور رویت باری تعالیٰ کے بارے میں لکھا:

"وانما خطاء هم فى تاويلهم الروية بهٰذاالمعنى او حصرهم الروية فى هذا المعنى"[56]۔

یعنی معتزلہ کی غلطی یہ ہے کہ ان کے ہاں رویت کا صرف یہی معنی مراد ہے جو وہ کہہ رہے ہیں۔

(ابن جریرؒ نے بھی یہی فرق بیان کیاہے "ولو لم يكن فى ترجيح التفويض على التاويل، الا ان صاحب التاويل ليس جازماً بتاويله بخلاف صاحب التفويض[57]"

---

[53] ایضاً،ص:278

Ibid. P.278

[54] فتح القدیر،ص:202

ftḥ ālqdyr, P.202

[55] الفرہادی،عبد العزیز،النبراس:120

Āl-frhādy,ʿbdālʿzyz, āl-nbrās, P.120

[56] العقیدۃ الحسنۃ،ص8

ālʿqydẗ āl-ḥsnẗ, P.8

[57] فتح االباری:13/469

ftḥ āl-bāry, 13/469

ایک جگہ لکھا: "وليس من سلک طريق الخلف واثقاً، بان الذى يتاوله هو المراد،ولايمكنه القطع بصحة تاويله"[58]۔

چند دیگر فوائد:

(1) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو متشابہات کا علم تھا؟

علامہ جرجانی لکھتے ہیں:قلنا:يجوز ان يعلم بالتوقيف، لامن جهة نفسه،کما علم اشياء من الغيب[59]۔

یعنی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغیبات کا علم دیا گیا، اسی طرح عقلاً یہ ممکن ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم کرائے گئے ہوں۔وبه قال الاسعدى فى "اصول الفقه"

(2) بعض اہل علم مثلاً شیخ نجم الدین کبریٰ نے متشابہ کو متشابہ للعوام، للخواص اور لخواص الخواص تین قسموں میں منقسم بتایا ہے[60]۔

(3) متشابہات کی ایک اہم قسم ایسی ہے جس کا انکشاف اس جدید دور میں ہوا، اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت سی آیات فطرت کا مظاہر، زمین و آسمان کی تخلیق، انسانی زندگی کی ابتداء، بچے کی تخلیق وغیرہ سے متعلق بحث کرتی نظر آتی ہیں۔

---

[58] ایضاً:13/460

Ibid. 13/460

[59] عبد القاہر بن عبد الرحمن، درج الدرر فی تفسیر الآی والسور، ط:مانچسٹر، برطانیہ، 2008ء، ص:464

ʿbdālqāhr bnʿbd āl-rḥmn, drğ āl-drr fy tfsyr ālāy wālswr, ṭ:māncstr, brṭānyh, 2008ʾ P.464

[60] کبریٰ:نجم الدین، احمد بن عمر، التاويلات النجمية، 8/2

Kbry:nğm āldyn, āḥmd bnʿmr, āl-tāwylāt ālnğmyh, 8/2

لیکن سائنس کی مروجہ ترقی نہ ہونے سے اس قسم کی آیات کے معانی ومفاہیم میں اشتباہ وانغلاق تھا، لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں ان علوم کائنات کو سائنس نے اس طرح پیش کر دیا، کہ ان لوگوں کے لئے بھی قرآن کی صداقت واضح تر ہو جاتی ہے جو قرآن کو سائنس کی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

لیکن ان اقسامِ متشابہات کا تعلق دین کی اساسی اور بنیادی تشریحات سے نہیں۔

کیا متشابہات پر بحث ومباحثہ جائز ہے؟

اس سلسلہ میں اہم نکات یہ ہیں۔

(1) متشابہ کی قسم اول صفات باری تعالیٰ کے باب میں متقدمین کے ہاں سرے سے بحث کی گنجائش نہیں، متاخرین اس کے قائل ہیں[61]۔

(2) متقدمین کی اکثریت تاویل کی مخالف ہے، بعض کے ہاں درست ہے، اور متاخرین کی اکثریت تاویل کی قائل ہے، بعض کے ہاں درست نہیں[62]۔

(3) شاہ صاحب کے حوالے سے جو متشابہات کی تعریف گزری، اس کے مطابق یہ ظنیات کی قبیل سے ہیں اور ظنیات میں بحث کی گنجائش ہوتی ہے۔ لہٰذا متشابہات میں بحث کی گنجائش ہوگی۔

(4) ان میں بحث کے لئے ان شرائط کا اعتبار ہوگا، جو کہ اجتہادی مسائل میں ضروری ہوتی ہیں۔

شرائط کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف ونحو واشتقاق ولغت، معانی وبیان، بدیع، علم اصول فقہ وفقہ وعقائد، حدیث وآثار اور تواریخ کا علم قرآن وحدیث کی تفسیر ومعانی بیان کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ان شرائط کے ہوتے ہوئے اگر نصوص قطعیہ کی مخالفت کرے گا، تو کفر ہوگا، اور اگر ایسی تاویل کرے، جو اسلاف وقرون اولیٰ کے اہل علم کے مسلمہ

---

[61] النبراس: ص:120

Āl-nbrās, P.120

[62] عینی، بدرالدین، عمدۃ القاری، ط: مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 19/269

ʿYny, bdrāldyn, ʿmdẗ ālqāry, ṭ:mktbh ršydyhk, Queta, 19/269

نظریات کے خلاف ہے، تو یہ بدعتی قرار پائے گا۔ اور اگر اس کی تاویل کی نظیر سلف میں موجود ہے تو اس تاویل کی گنجائش ہے، اور یہ "اختلاف امتی رحمۃ" کی قبیل سے ہو گا[63]۔

نُزول متشابہات کے لطائف و حکمتیں:

متشابہات کے نزول کی متعدد حکمتیں ہیں چند درج ذیل ہیں۔

(1) نزول قرآن کے اولین مخالف اہل عرب تھے، جن کو اپنی طاقت لسانی، فصاحت بیانی پر بڑا ناز تھا، قرآن نے مقطعات کے نزول کے ساتھ ان کو عاجز کر دیا۔ وہ ان کے نفس معانی ہی نہ سمجھ سکیں۔

تو صاحب لسان ہوتے ہوئے عربی زبان کو نہ سمجھنا ان کے لئے بہت بڑا چیلنج ہوا اور حقانیت قرآن واسلام کی دلیل ہوئی۔

(2) اللہ جل شانہ کی ذات وصفات کے متعلق ایسی آیات لائی گئیں جن میں بظاہر تشبیہ تھی، اس کی حکمت یہ تھی کہ مخاطب عوام تھے، اس لئے ان کے سامنے ایسی تعبیرات لائی گئیں جن سے ان کے اذہان میں تنفر نہ ہو۔ اور وہ تعطیل میں نہ پڑیں، چنانچہ مخاطبین کی سہولت کے پیش نظر آیات کو لایا گیا۔

(3) متشابہات کے نزول سے انسانی فہم وذکاء، عقل ودانشمندی کا گویا امتحان ہوا، اس میں اہل علم کے مدارک علمیہ، کی پہچان ہوئی، ان کے مراتب کا تعین ہوا، اور قرآن مجید ایک ایسا چشمہ صافیہ قرار پایا، کہ جس سے ہر زمانہ کے اہل علم برابر سیراب ہو رہے ہیں۔

(4) متعدد علوم مثلاً: حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ، خفی، مشکل، مجمل، استعارات، تشبیھات، علم البیان والمعانی والبدیع سمیت متعدد علوم میں ان سے استفادہ کیا گیا۔

---

[63] ان شرائط کو بالتفصیل مع الاحکام دیکھیے! شاہ عبد العزیز الھندی، فتاویٰ عزیزی، کراچی: ایچ، ایم، سعید، ص: 385/386
šāhʿbd ālʿzyz āl-hndy, ftāwyʿzyzy, yrāch: āāym, sʿyd, P.:385/386

(5)اگر قرآن مجید میں متنوع اقسام کی آیات نہ ہوتیں،تو اس کا ایک ہی مفہوم و مراد متعین ہونے کی وجہ سے لوگ اس میں غور و فکر کر کے مختلف فوائد کا استنباط نہ کر پاتے،تو تشابہ کے نزول سے امت میں اعتناء بالقرآن کا جوش،ولولہ اور جذبہ برابر باقی رہ گیا۔

(6)اہل علم کے لئے بڑی آزمائش ہوئی، کہ وہ عالم ہوتے ہوئے بھی، بعض علوم سے جاہل ہیں۔اس طرح گویا ان کو احساس دلانا مقصود ہوا، کہ وہ "وما اوتيتم من العلم الا قليلا "کو سامنے رکھتے ہوئے خود کو لوگوں سے برتر سمجھ کر عجب و کبر میں مبتلا نہ ہوں[64]۔

نتائج بحث:

(1) محکم کا ایک ہی معنی ہوتا ہے جس میں تاویل و توجیہ کی گنجائش نہیں ہوتی،اس کے بر خلاف تشابہ ہے، جس میں متعدد معانی ہو سکتے ہیں۔البتہ درست معنی ایک ہی ہوتا ہے۔قرآن مجید کی آیات میں دونوں قسمیں موجود ہیں۔

(2) محکم و تشابہ میں افضل کیا ہے؟اس بارے میں تین آراء ہیں۔

(3) محکمات و تشابہات کی تعیین میں 14 اقوال ہیں اکثر اقوال توسعًا اختیار کیے گئے، کئی مخدوش ہیں۔

(4) تشابہات سے تین طبقوں نے بحث کی، مفسرین: صحیح ترین مثال ان کے مسلک پر "مقطعات" ہیں۔

فقہاء:ان کے ہاں مثال "ربا" کی ہو سکتی ہے۔متکلمین:ان کے ہاں "صفات باری تعالیٰ" اس کی مثال ہیں۔

(5) تشابہ کی لفظی اور معنوی، دو بنیادی قسمیں ہیں۔لفظی میں اشتباہ مرتفع ہو جاتا ہے، معنوی میں نہیں،اس لحاظ سے اصل "تشابہ معنوی ہے۔

(6) مفسرین کے ہاں محکمات لفظیہ، معنویہ، تشابہات لفظیہ اور معنویہ چار اقسام ہیں۔اور متکلمین کے ہاں بھی یہی 4 اقسام ہیں۔جب کہ فقہاء کے ہاں صرف پہلی تین صورتیں ہیں۔

---

[64] یہ فوائد "الاتقان"، "صفات تشابہات" سے ماخوذ ہیں۔

(7) محکم فی الاحکام کی طرح محکم فی الاخبار بھی ہے، اسی طرح متشابہ فی الاحکام اور متشابہ فی الاخبار بھی دو قسمیں ہیں۔

(8) متشابہات کے علم کے بارے میں اختلاف نزاع لفظی ہے، اور متشابہات کی متعدد صورتوں پر بحث کی بشرائط گنجائش ہے۔

(9) متشابہات کا نزول متعدد حکمتوں پر مبنی ہے۔